قبر میں عہد نامہ رکھنے کا ثبوت

تصنیف لطیف

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

Uwaysi Books
Uwaysi Library

www.faizahmedowaisi.com

پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

عہد نامہ اور کفنی لکھنا وغیرہ وغیرہ، خَیرُ القُرُون (نبی پاک ﷺ وصحابہ وتابعین کے زمانہ) سے لے کر تاحال (اب تک) اہلِ اسلام میں مروّج (رائج) ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید پر، میّت کی خیر خواہی کے طور پر یہ عمل کیا جاتا ہے۔ صرف اور صرف وہابیہ ان کے ساتھ دیوبندی شریک ہو کر بدعت اور حرام و ناجائز کہتے ہیں۔ اسلام کا قاعدہ مشہور ہے کہ بات وہی حق ہے جو جمہور اہلِ اسلام کا عمل ہو۔

الحمدُللہ، ہم جمہور اہلِ اسلام کے طریقہ پر ہیں۔ اسی پر فقیر نے یہ رسالہ عوامِ اہلِ اسلام کو ہدیہ (تحفہ) پیش کیا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ میرے لیے اور ناشرین کے لیے توشۂ آخرت اور عوام اہلِ اسلام کے لیے مشعلِ راہِ ہدایت بنائے۔ آمین۔

بِجَاہ حَبِیبِہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِینَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

مدینے کا بھکاری

الفقیر، القادری، ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرَ اللہ لَہ

بہاول پور، پاکستان

ربیع الآخر ۱۴۲۴ھ

بروزِ سوموار مبارک، قبل صلاۃ العصر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدُ للهِ وَحْدَهُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ

أما بعد! فقیر نے روح البیان کا ترجمہ پارہ ۱۶، سورہ مریم کے آخری رکوع میں لکھا۔ اس میں عہد نامہ شریف کا ذکر، مع سند الحدیث (حدیث کی سند کے ساتھ)، سامنے آیا۔ فقیر نے ترجمہ کے ساتھ حاشیہ پر کچھ اضافہ کیا۔ چونکہ اپنے دور کے معتزلہ سے سُن رکھا تھا کہ عہد نامہ، سرے سے جعلی عبارت ہے اور اس کے فضائل کی اَحادیث تو ضعیف سے ضعیف تر ہیں، اِرادہ تھا کہ عہد نامہ کے ثُبوت میں رسالہ لکھوں گا۔

اسی دوران مدینہ طیبہ بار بار حاضری کے مواقع نصیب ہوئے۔ کُتُب (کتابیں) خریدتے وقت ایک مکتبہ سے "نوادار الأصول" حکیم ترمذی رحمہ اللہ کا ملا تو خرید لی۔ اس میں عہد نامہ شریف کے فضائل کی اَحادیث ملیں اور رسالہ "کفنی لکھنا" جب فقیر نے جمع کیا تو اس سے فقہاء کی عبارت میسر آئیں۔ اس جُملہ (تمام) مضامین کو یکجا کر کے اس رسالہ کا نام "قبر میں عہد نامہ رکھنے کا ثبوت" رکھا۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ وَصَلَّى اللهُ عَلَى حَبِيبِهِ الْكَرِيمِ الْأَمِينِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

اُویسی رضوی غفرَ اللہ لَہ

روح البیان کا بیان عہد نامہ کا اسناد

رسالہ کی ترتیب سے پہلے، روح البیان کا بیان پڑھئے:

حضرتِ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا کہ "کیا تم سے ہر روز صبح وشام کو اللہ تعالیٰ سے اذن (اجازت) لینا نہیں ہو سکتا۔ ہم سب نے عرض کی: وہ کیسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر صبح وشام کو مندرجہ ذیل عہد نامہ (عہد نامہ کی اصل عبارت آگے آئے گی) پڑھا کرو۔ اور فرمایا کہ اس عہد نامہ پر اللہ تعالیٰ نے مہرِ خاص (خاص مہر) فرمائی اور اسے عرش کے نیچے محفوظ کر کے رکھ دیا۔ پھر جب قیامت آئے گی تو اللہ تعالیٰ کا منادی (ندا دینے والا) پکارے گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جن کا اللہ تعالیٰ کے ہاں معاہدہ (عہد) ہے، جب وہ آئیں گے تو انہیں بہشت (جنت) میں داخلہ کا حکم ہو گا اور وہ بہشت میں داخل ہو جائیں گے۔[1]

اس پر ذیل کا حاشیہ فقیر کا اضافہ پڑھئے:

عہد نامہ پڑھنے کا ثبوت ہے

مذکورہ بالا روایت تفسیر روح البیان کی جلد پنجم، صفحات ۳۵۶-۳۵۷، تحتِ آیت: لَّا يَمْلِكُونَ ٱلشَّفَٰعَةَ إِلَّا مَنِ ٱتَّخَذَ عِندَ ٱلرَّحْمَٰنِ عَهْدًا[2]، پارہ نمبر ۱۶، سورہ مریم، رکوع نمبر ۸ میں ہے۔ اور یہ عہد نامہ ہمارے اہلسنّت کے مشائخِ عظام و علماءِ کرام اور عوام میں مروّج (رائج) ہے۔ بہت سے خوش قسمت اسے روزانہ بطور ورد پڑھتے ہیں۔ فقیر کے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کا اکثر وِرد یہی ہوتا ہے۔ فقیر نے ان سے بچپن میں یہی عہد نامہ یاد کیا تھا۔ بلکہ ہمارے خاندان کے چھوٹے بڑے یہی وِرد کرتے ہیں۔ اور ہمارا معمول ہے کہ ہم صاحبِ قبر کو قبر میں داخل کرتے وقت یہی عہد نامہ ہاتھ میں دیتے ہیں۔

اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ بہت بڑے بادشاہ کے حضور میں جا رہا ہے اور اسے ایک اجنبی علاقہ میں جانا ہے، اور قاعدہ ہے کہ کوئی کسی کے ہاں اگر خط لے جائے تو اس کی وحشت (اجنبیت) بھی دور ہوتی ہے اور کام بھی بَن جاتا ہے۔ اس نیّت سے یہ عہد نامہ ہاتھ میں یا سینہ پر رکھواتے ہیں تاکہ اس کی وحشت دُور ہو اور بارگاہِ حق کے بھیجے ہوئے فرشتے (منکر و نکیر) کو خط نظر آئے، تو حساب و کتاب میں تخفیف (آسانی) کریں گے۔

چنانچہ شامی، کتاب الجنائز میں ہے کہ ایک شخص نے مرتے وقت وصیّت کی کہ میرے ماتھے پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھ دینا۔ چنانچہ لکھا گیا تو نہ صرف منکر و نکیر کے حساب سے تخفیف ہوئی بلکہ اسے بخش بھی دیا گیا۔[3] مزید تحقیق فقیر (اویسی) کے رسالہ "فيض الحسن في كتابه على الكفن" المعروف "کفنی لکھنا" پڑھیئے۔

عہد نامہ کے فضائل و برکات عام مطبوعہ میں یوں نظر سے گزرے ہیں:

---

1) (روح البيان، سوره مريم: الآيات 85 إلى 87، 5/ 356، دار الفكر - بيروت)

2) ترجمہ کنزالایمان: لوگ شفاعت کے مالک نہیں مگر وہی جنہوں نے رحمٰن کے پاس قرار کر رکھا ہے۔ (مریم: ۸۷) (ط۔ ضیائی)

3) (الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار)، كتاب الصلاة، أباب صلاة الجنازة، 2/ 246، دار الفكر بيروت، الطبعة الثانية، 1412هـ 1992م.)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۱۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایاہے کہ جو کوئی اس عہد نامے کو تمام عمر میں ایک بار پڑھے تو وہ بے شک ایمان کے ساتھ جائے اور اس کے بہشتی (جنتی) ہونے کا میں ضامن ہوں۔

۲۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سُناہے کہ آدمی کے بدن میں تین(۳)ہزار بیماریاں ہیں۔ایک ہزار بیماریوں کو حکیم جانتے ہیں اور ان کی دوا(علاج) کرتے ہیں، لیکن دوہزار بیماریوں کی دوا کوئی نہیں جانتا۔پس جو کوئی اس عہد نامہ کو اپنے پاس رکھے گا، تو اللہ تعالیٰ اسے ان دوہزار بیماریوں سے محفوظ رکھے گا۔

۳۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُناہے کہ جو کوئی اس عہد نامے کو اپنے پاس رکھے گا، تو سانپوں اور بچھوؤں سے امن میں رہے گا،اور اس پر جادو کا اثر نہیں ہوگا اور بد گوؤں(بدزبان لوگوں) کی زبان بند ہو جائے گی،اور لکھ کر دھو کر دردمند کو پلائے تو شفا پائے۔

۴۔حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُناہے کہ جو کوئی اس عہد نامے کو شفیع(سفارش کے طور پر) لائے،اس کی حاجت بر آئے،اور اسے مُشک وزعفران سے لکھ کر بارش کے پانی سے دھو کر پی لے،اس کی فہم اور عقل زیادہ ہو،اور جو کچھ سُنے یاد رکھے،اور وہ ہر گز فراموش نہ ہو۔

۵۔ حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ :میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُناہے کہ جو کوئی اس عہد نامہ کو پڑھے اور مُردوں کو بخشے،اس کی قبر مشرق سے مغرب تک پُر نور ہو،اور اگر اسے مُردے کی قبر میں رکھے،اس مُردے کو سات(۷)پیغمبروں کا ثواب ملے گا۔اور منکر اور تکبر کا سوال اس پر آسان ہو گا،اور اللہ تعالیٰ ایک(۱)لاکھ گزدائیں اور چالیس(۴۰)ہزار گزبائیں،اور ایک(۱)ہزار گز سر کی جانب اور ایک(۱)ہزار گز پاؤں کی جانب عذاب دور کرے گا،اور اس کی قبر اتنی کشادہ ہو کہ آنکھ کام نہ کر سکے۔اور اس عہد نامہ کی اللہ تعالیٰ نے ایک اور صورت بتائی ہے کہ جو قبر میں پاس رکھے اور جب قیامت کو قبر سے اٹھے تو یہ فرشتہ بَن کر سامنے آئے اور بہشتی حُلہ(جنتی لباس) لاکر پہنائے اور بُراق پر سوار کرے، پھر اللہ تعالیٰ یوں فرمائے:"اے مومن! تیرے ساتھ عہد نامہ ہے، تو خوش ہو کہ تو نے اس عہد نامہ کو ہر روز پڑھا ہے۔آج میں اس عہد کو وفا کرتا ہوں،تاج سر پر رکھ اور بہشتی جامہ (جنتی لباس) پہن اور بُراق پر سوار ہو اور بِلا حساب کتاب بہشت میں جا۔"اور قیامت کے دن اس کا منہ چودھویں رات کے چاند کا سا ہو گا۔لوگ یہ دیکھ کر شور مچائیں گے کہ کوئی پیغمبر ہے یا کوئی اور بزرگ ہے، کہ اتنی بزرگی سے آتا ہے۔تو اس وقت بہشت(جنت) کا نگہبان فرشتہ کہے گا کہ یہ پیغمبر نہیں ہے بلکہ امتِ مصطفےٰ ﷺ کا غلام ہے، چونکہ دنیا میں یہ عہد نامہ ساتھ رکھتا تھا۔اس لیے یہ اس(عہد نامہ) کا نور و برکت ہے۔جب وہ لوگ ہاتھ ملیں گے اور کہیں گے کہ افسوس! کہ اتنی مدّت ہم دنیا میں رہے اور اس مکرم و معظم عہد نامہ سے غافل رہے۔[4]

عہد نامہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع، جو بہت مہربان، رحم والا۔

4) فیضِ ملت علیہ الرحمہ نے ان فضائل کے شروع میں ہی تحریر فرمادیا ہے کہ یہ فضائل مختلف کُتب میں فضائلِ عہد نامہ کے طور پر وارد ہیں۔چونکہ اس کا تعلق ایمانیات سے نہیں اس لئے یہ گُمان کیا جاسکتا ہے کہ یہ فضائل بُزرگوں سے سینہ بہ سینہ مُنتقل ہوئے ہونگے۔ (نُ اُویسی)

اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، الرَّحْمٰنَ الرَّحِيمَ، إِنِّي أَعْهَدُ إِلَيْكَ فِي هٰذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا أَنَّكَ أَنْتَ اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ، فَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي، فَإِنَّكَ إِنْ تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي تُقَرِّبْنِي مِنَ الشَّرِّ وَتُبَاعِدْنِي مِنَ الْخَيْرِ، وَإِنِّي لَا أَثِقُ إِلَّا بِرَحْمَتِكَ، فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ لِي عَهْدًا عِنْدَكَ تُؤَدِّيهِ إِلَيَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ۔

ترجمہ: اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والے، بخشنے والے اور نہایت مہربان! اے اللہ! بے شک میں اس دنیا کی زندگی میں تیری طرف عہد کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو اکیلا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔ پس تو مجھے میرے نفس کے حوالے نہ کرنا، کیونکہ اگر تو نے مجھے میرے نفس کے سپرد کر دیا تو وہ مجھے بُرائی کے قریب اور بھلائی سے دُور کر دے گا۔ میں تیری رحمت کے سوا کسی پر بھروسا نہیں کرتا۔ پس میرے لیے اپنے پاس ایک عہد مقرر فرما جسے تو قیامت کے دن تک پورا فرمائے، بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی بہترین مخلوق محمد ﷺ پر، اور آپ کی آل اور تمام اصحاب پر رحمت نازل فرمائے۔ اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے!

انتباہ: عہد نامہ کی قدر و قیمت مخالفینِ اہلِ سنّت نے گھٹائی (کم کی) ہے، ورنہ یہ ہزاروں کی تعداد میں بعض خوش قسمت مفت تقسیم کر رہے ہیں۔ تو لازم ہے کہ اس مفت کے تحفہ کو کام میں لایا جائے۔

احادیث مبارکہ:

۱۔ محدّث حکیم ترمذی نے کتاب "نوادر الاصول" میں حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص تمام نمازوں کے بعد یہ دعا پڑھے:

اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، الرَّحْمٰنَ الرَّحِيمَ، إِنِّي أَعْهَدُ إِلَيْكَ فِي هٰذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا أَنَّكَ أَنْتَ اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ، فَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي، فَإِنَّكَ إِنْ تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي تُقَرِّبْنِي مِنَ الشَّرِّ وَتُبَاعِدْنِي مِنَ الْخَيْرِ، وَإِنِّي لَا أَثِقُ إِلَّا بِرَحْمَتِكَ، فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ لِي عَهْدًا عِنْدَكَ تُؤَدِّيهِ إِلَيَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ۔[5]

فرشتے اس کو لکھ لیتے ہیں اور قیامت کے دن کے لیے مہر لگا دیتے ہیں:

ثُمَّ رَفَعَهَا لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَإِذَا بَعَثَ اللهُ الْعَبْدَ مِنْ قَبْرِهِ جَاءَهُ الْمَلَكُ وَمَعَهُ الْكِتَابُ، يُنَادِي: أَيْنَ أَهْلُ الْعُهُودِ؟ حَتَّى يُدْفَعَ إِلَيْهِ۔[6]

یعنی پھر جب یہ بندہ قیامت میں آئے گا تو فرشتہ اس عہد کو لے کر آئے گا اور ندا دے گا اسے کہ عہد والا کہاں ہے؟ پس اس عہد والے کو وہ عہد دے دیا جائے گا۔

---

5) ترجمہ اوپر گزر چکا ہے (ط۔ضیائی) (نوادر الأصول في أحاديث الرسول، الأصل الرابع والسبعون والمائة، في إيداع العهد بالدعاء بعد الصلاة، 2/ 272، دار الجيل – بيروت)

6) (الحرف الحسن في الكتابة علي الكفن المقام الأول، ص 7، مرکزِ اہلسنت برکاتِ رضا، شارح امام احمد رضا، پور بندر، گجرات)

نوادر الاصول میں یہ الفاظ ہیں: ثُمَّ رَفَعَهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَإِذَا بَعَثَ اللهُ الْعَبْدَ مِنْ قَبْرِهِ جَاءَهُ الْمَلَكُ وَمَعَهُ الْكِتَابُ يُنَادِي: أَيْنَ أَهْلُ الْعُهُودِ؟ حَتَّى يُدْفَعَ إِلَيْهِ الْكَلِمَاتُ۔

(نوادر الأصول في أحاديث الرسول، الأصل الرابع والسبعون والمائة، في إيداع العهد بالدعاء بعد الصلاة، 2/ 272، دار الجيل – بيروت)

۲۔ حکیم ترمذی اس روایت کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: وَعَنْ طَاوُسٍ أَنَّهُ أَمَرَ بِهٰذِهِ الْكَلِمَاتِ فَكُتِبَتْ فِي كَفَنِهِ۔ [7]

یعنی اور مشہور تابعی محدّث حضرت طاؤس نے حکم دیا تو ان کے کفن میں یہ کلمات لکھے گئے۔

۳۔ یہی محدّث حکیم ترمذی اپنی کتاب " نوادر الاصول " میں روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ كَتَبَ هَذَا الدُّعَاءَ وَجَعَلَهُ بَيْنَ صَدْرِ الْمَيِّتِ وَكَفَنِهِ فِي رُقْعَةٍ لَمْ يَنَلْهُ عَذَابُ الْقَبْرِ وَلَا يَرَى مُنْكَرًا وَنَكِيرًا [8]

یعنی جو شخص یہ دعا کاغذ پر لکھ کر میّت کے سینے اور کفن کے درمیان رکھے، اس کو قبر کا عذاب نہیں پہنچے گا اور نہ وہ منکر و نکیر کو دیکھے گا۔

اور وہ دعا یہ ہے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ [9] (جامع ترمذی، ص ۸۰۳)

فائدہ: فقیہ عُجیل فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ دعا لکھے اور میّت کے ہمراہ قبر میں رکھے تو اللہ تعالیٰ اسے قبر کے فتنے اور عذاب سے بچائے گا۔ اور فرمایا کہ جو شخص اس دعا کو میّت کے کفن پر لکھے، اللہ تعالیٰ اس میّت سے صور پھونکے جانے تک عذاب دور کر دے گا۔

اور دعا یہ ہے: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ يَا عَالِمَ السِّرِّ يَا عَظِيمَ الْخَطَرِ يَا خَالِقَ الْبَشَرِ يَا مُوقِعَ الظَّفَرِ يَا مَعْرُوفَ الْأَثَرِ يَا ذَا الطَّوْلِ وَالْمَنِّ يَا كَاشِفَ الضُّرِّ وَالْمِحَنِ يَا إِلَهَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فَرِّجْ عَنِّي هُمُومِي وَاكْشِفْ عَنِّي غُمُومِي وَصَلِّ اللَّهُمَّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَسَلِّمْ [10]

۴۔ محدّث عبد الرزاق اپنے مُصَنَّف میں ضعیف سند کے ساتھ اور طبرانی معجم میں اور ابو نعیم، حلیۃ الأولیاء میں محمد بن عقیل سے روایت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: وَكَتَبَ فِي أَطْرَافِ أَكْفَانِهِ: شَهِدَ كَثِيرُ بْنُ عَبَّاسٍ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ. [11]

یعنی حضرت کثیر بن عباس نے اپنے کفن کے کپڑوں کے سِروں پر لکھا کہ کثیر گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

انتباہ: عہد نامہ کے لیے مندرجہ بالا دعائیں ہی مخصوص نہیں ہیں، بلکہ جن لفظوں میں بھی لکھ دیا جائے گا درست ہے۔ چنانچہ امام حلبی سے امام ابن عابدین شامی ناقل (نقل فرماتے ہیں): (قَوْلُهُ عَهْدَ نَامَهْ) بِفَتْحِ الْمِيمِ وَسُكُونِ الْهَاءِ، وَمَعْنَاهُ بِالْفَارِسِيَّةِ الرِّسَالَةُ، وَالْمَعْنَى رِسَالَةُ الْعَهْدِ. وَالْمَعْنَى أَنْ

---

7) (جامع الأحاديث،مسند العشرة، مسند أبي بكر الصديق ، 25/ 110، الحديث22719، د حسن عباس زكي)

8) (الفتاوى الكبرى الفقهية،كتاب الصلاة ، باب الجنائز، 2/ 6، المكتبة الإسلامية)

9) (الفتاوى الكبرى الفقهية،كتاب الصلاة ، باب الجنائز، 2/ 6، المكتبة الإسلامية)

(سنن الترمذي، كتاب الدعوات، باب ما يقول العبد إذا مرض، 5/ 459، الحديث3430، دار الكتب العلمية)

10) ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، اے رازوں کے جاننے والے، اے عظمت و شان والے، اے انسانوں کے پیدا کرنے والے، اے کامیابی عطا فرمانے والے، اے وہ جس کے آثار ظاہر اور مشہور ہیں، اے فضل و احسان والے، اے تکلیفوں اور آزمائشوں کو دور کرنے والے، اے پہلے اور پچھلے سب کا معبود! میرے غم دور فرما دے، اور میری پریشانیاں ختم کر دے۔ اور اے اللہ! ہمارے سردار محمد ﷺ پر درود نازل۔ (ط۔ ضیائی)

(الفتاوى الكبرى الفقهية،كتاب الصلاة ، باب الجنائز، 2/ 6، المكتبة الإسلامية)

11) (المصنف – عبد الرزاق،كتاب الجنائز، باب الرجل يموت بأرض فلاة ، 4/ 143، الحديث6316، دار التأصيل، الطبعة: الثانية، 1437 هـ – 2013 م)

(المعجم الكبير، مسند النساء، بنات رسول الله صلى الله عليه وسلم، فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم، ذكر سن فاطمة ووفاتها ومن أخبارها ومناقبها وكنيتها، 22/ 399، الحديث996)

(حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، النساء الصحابيات، فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم، موتها، 2/ 43، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع)

يُكْتَبَ شَيْءٌ مِمَّا يَدُلُّ أَنَّهُ عَلَى الْعَهْدِ الْأَزَلِيِّ الَّذِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَبِّهِ يَوْمَ أَخَذَ الْمِيثَاقَ مِنْ الْإِيمَانِ وَالتَّوْحِيدِ وَالتَّبَرُّكِ بِأَسْمَائِهِ - تَعَالَى، وَنَحْوِ ذَلِكَ[12]

ترجمہ: عہد نامہ سے مراد یہ ہے کہ ایسے الفاظ لکھے جائیں جو اس پر دلالت کریں کہ وہ اپنے رب کے اس عہد پر قائم ہے جو ایمان اور توحید کے بارے میں روز میثاق اس سے لیا گیا تھا۔ اور اللہ کے ناموں کو بطور برکت شامل کیا جائے۔ (رد المحتار، ص ۶۶۸، جلد ۱)

تبصرہ اویسی غفر لہ:

۱۔ روح البیان کی نقل کردہ حدیث کو مذکورہ بالا احادیث سے ملا کر، چار (۴) روایات سے عہد نامہ لکھ کر میّت کے ساتھ رکھنے کا ثبوت ملا۔ اہلِ ایمان کے لیے اتنا کافی ہے؛ منکرین کی ضد توڑنے کے لیے بڑے دفاتر بھی ناکافی ہیں۔

۲۔ نوادر الاصول، حکیم ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف، مقبول العلماء والمشائخ ہے۔ حدیث کے نوادرات (نایاب روایات) میں بے مثال ہے، علماءِ اَسلاف کی پسندیدہ ہے۔ شیخ اسماعیل دمشقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے " مرقاة الوصول حواشي نوادر الأصول في أحاديث الرسول" بہترین شرح لکھی۔ یہ نہایت اعلیٰ درجہ کے مصنف اور پایہ کا محدّث ہیں اور اور انہوں نے کثیر التعداد (لاتعداد) کتابیں لکھیں۔ خیرُ القرون (نبی پاک ﷺ، صحابہ وتابعین کے زمانہ) کے اعلیٰ اَفراد میں سے ہیں۔ آپ قَرنِ ثالث (تابعین کے زمانے) کے اَوائل (ابتدائی حصے) میں موجود محدّثین میں سے نمایاں (مشہور، ممتاز) حیثیّت (مقام) رکھتے تھے۔ بڑے بڑے اکابر، علماء وفقہاء، محدّثین کے استاد تھے۔ مخالفین نے انہیں ضعیف (کمزور راوی) ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا (بہت کوشش کی) اور ان پر انگلیاں اٹھائیں (اعتراضات کیے)، صرف اس جرم (قصور) میں کہ یہ صوفی محدّث تھے، اور انہیں صوفی ایسا بُرا لگتا ہے جیسے وہابی۔

۳۔ حکیم ترمذی رحمہ اللہ کے علاوہ، یہ اَحادیث دوسرے پایہ کے محدّثین مثلاً عبدالرزاق، طبرانی، اور ابو نعیم نے بھی نقل فرمائی ہیں۔

۴۔ حدیث کے ضعف (کمزوری) کا سہارا (بہانہ) غلط ہے، اس لیے کہ ان اَحادیث کے مطابق مشہور (معروف) تابعی (صحابہ کے بعد کا بزرگ) محدّث حضرتِ طاؤس رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کفن پر عہد نامہ لکھوانے کا حکم فرمایا۔ حضرت طاؤس تابعی اور مشہور (معروف) محدّث ہیں، جن کے علم کا اعتراف (اقرار) مخالفین کو بھی ہے۔ اس کے علاوہ، کثیر بن عباس نے بھی عہد نامہ لکھوانے کی وصیّت (تاکیدی ہدایت) فرمائی۔ علمِ حدیث کا قاعدہ ہے کہ ضعیف (کمزور) حدیث پر تابعین اور آنے والی بڑی جماعت فقہاء عمل کرے تو حدیث کا ضعف (کمزوری) قوت (مضبوطی) سے تبدیل (بدل) ہو جاتا ہے۔ ابھی ہم نے ابنِ تعجیل فقیہ (فقہ کے عالم) کا قول نقل (بیان) کیا ہے اور آئندہ بھی فقہائے امّت (امت کے فقہاء) کے اَقوال نقل (بیان) کریں گے۔ اس کے باوجود اگر کسی کو نہ ماننے کی بیماری (ضد) ہے تو اس کا ہمارے پاس علاج (حل) نہیں۔

۵۔ کوئی نیک عمل اگر کسی حدیث شریف سے ثابت نہ ہو، تو اگر اہلِ ایمان اس پر عمل کریں تو بھی وہ عند اللہ (اللہ کے نزدیک) مقبول ہے، جیسے حدیث شریف میں ہے: مَا رَآهُ الْمُؤْمِنُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ حَسَنٌ۔[13] (مشکوۃ) یعنی جس عمل کو اہلِ ایمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

---

12) (حاشية ابن عابدين = رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في وضع الجريد ونحو الآس على القبور، تتمة قطع النبات الرطب والحشيش من المقبرة دون اليابس، قوله عهد نامة، 2/ 246، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر)

13) (المستدرك على الصحيحين، كتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم، يتجلى الله لعباده في الآخرة عامة لأبي بكر خاصة، 4/ 28، الحديث4522، دار المعرفة، سنة النشر: 1418هـ/ 1998م)

۶۔ علم الحدیث کا قاعدہ(اُصول) ہے کہ حدیث اگرچہ ضعیف(کمزور) ہو، جب آئمہ مجتہدین اُسے قبول(منظور) کرلیں تو تَلَقِّي الْأُمَّةِ بِالْقَبُولِ[14](اُمّت کا قبول کرلینا) کی وجہ سے اُس حدیث کا ضعف(کمزوری) نقصان(ضرر) نہیں دیتا۔ یہی حال مندرجہ بالا احادیث کا ہے۔ اِن کو فقہائے حنفی نے قبول(منظور) فرما کر اِن پر عمل کی اجازت(اجازت نامہ) دی ہے۔ چنانچہ (لہٰذا) عبارات(متون) ملاحظہ ہوں۔

عباراتِ فقہاء کرام

۱۔ فقہ حنفی کی مشہور کتاب فتاوی بزازیہ میں ہے: وَذَكَرَ الْإِمَامُ الصَّفَّارُ: لَوْ كُتِبَ عَلَى جَبْهَةِ الْمَيِّتِ أَوْ عَلَى عِمَامَتِهِ أَوْ كَفَنِهِ: «عَهْدُنَا مَهْ» يُرْجَى أَنْ يَغْفِرَ اللهُ تَعَالَى لِلْمَيِّتِ وَيَجْعَلَهُ آمِنًا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔[15]

یعنی امام صفار نے ذکر فرمایا ہے کہ اگر میّت کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہد نامہ لکھیں تو امید ہے کہ اللہ تعالی اس کی بخشش کر دے گا اور اسے عذابِ قبر سے محفوظ رکھے گا۔ امام نصیر نے فرمایا کہ یہ روایت میّت کے ہمراہ عہد نامہ رکھنے کا جواز ثابت کرتی ہے۔ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اصطبل کے گھوڑوں کی رانوں پر لکھا ہوا تھا، "اللہ کی راہ میں روکے ہوئے"۔ (فتاوی بزازیہ، جلد سوم، ص ۳۸۰)

۲۔ امام حصکفی، کتاب " در مختار شرح تنویر الابصار" میں لکھتے ہیں:

كُتِبَ عَلَى جَبْهَةِ الْمَيِّتِ أَوْ عِمَامَتِهِ أَوْ كَفَنِهِ: «عَهْدٌ نَامَةٌ يُرْجَى أَنْ يَغْفِرَ اللهُ لِلْمَيِّتِ»۔[16]

یعنی میّت کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہد نامہ لکھا تو امید کی جاتی ہے کہ اللہ تعالی میّت کی مغفرت فرمادے گا۔ (در مختار، ص ۲۶۸، ج اول)

۳۔ علامہ شامی لکھتے ہیں کہ امام ابنِ حجر مکی شافعی سے یہ سوال کیا گیا کہ کفن پر عہد نامہ لکھنا جائز ہے اور اس کی اصل ثابت ہے یا نہیں۔ تو انہوں نے جواب میں لکھا: نَقَلَ بَعْضُهُمْ عَنْ نَوَادِرِ الْأُصُولِ لِلتِّرْمِذِيِّ أَنَّ مَا يَقْتَضِي أَنَّ هَذَا الدُّعَاءَ لَهُ أَصْلٌ، وَأَنَّ الْفَقِيهَ ابْنَ عَجِيلٍ كَانَ يَأْمُرُ بِهِ، ثُمَّ أَفْتَى بِجَوَازِ كِتَابَتِهِ قِيَاسًا عَلَى كِتَابَةِ اللهِ فِي إِبِلِ الزَّكَاةِ، وَأَقَرَّهُ بَعْضُهُمْ۔[17]

یعنی بعض علماء نے عہد نامہ کو حکیم ترمذی کی کتاب "نوادر الاصول" سے اس طرح نقل کیا ہے کہ وہ اس کی اصل کے ثابت ہونے کا تقاضا کرتا ہے۔ اور فقیہ ابنِ عُجیل کفن پر عہد نامہ لکھنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ پھر انہوں نے کفن پر اس کے لکھنے کے جواز کا فتوی قیاساً دیا، کیونکہ زکوۃ کے اونٹوں پر اللہ کا نام لکھا ہوتا تھا۔ اور ابنِ عجیل کے اس فتوی کو بعض علماء نے ثابت رکھا۔ (رد المحتار، جلد ۱، ص ۶۶۸)

---

14) (تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي،النوع الأول الصحيح، الصحيح أقسام،الخامسة: الصحيح أقسام، 1/ 131، دار طيبة)

15) (الفتاوى البزازية أو (الجامع الوجيز في مذهب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان)،كتاب الإستحسان، 2/ 497، دار الكتب العلمية ـ بيروت ، 2009م)

16) (الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار، كتاب الصلاة باب: الشهيد، ص124، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1423 هـ – 2002 م)

17) (حاشية ابن عابدين = رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في وضع الجريد ونحو الآس على القبور، تتمة قطع النبات الرطب والحشيش من المقبرة دون اليابس، قوله: يرجى إلخ، 2/ 246، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر)

۴۔یہی بزرگ آگے چل کر لکھتے ہیں: نَعَمْ نَقَلَ بَعْضُ الْمُحَشِّينَ عَنْ فَوَائِدِ الشَّرْجِيِّ أَنَّ مِمَّا يُكْتَبُ عَلَى جَبْهَةِ الْمَيِّتِ بِغَيْرِ مِدَادٍ بِالْأُصْبُعِ الْمُسَبِّحَةِ - بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - وَعَلَى الصَّدْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ، وَذَلِكَ بَعْدَ الْغُسْلِ قَبْلَ التَّكْفِينِ[18]

یعنی ہاں، بعض حاشیہ نگاروں نے کتاب فوائد الشرجي سے نقل کیا ہے کہ میّت کی پیشانی پر سیاہی کے بغیر شہادت کی انگلی سے بسم اللہ شریف اور اس کے سینے پر کلمہ طیبہ لکھا جاتا ہے۔یہ غسل دینے کے بعد اور کفن پہنانے سے پہلے ہونا چاہئے۔(رد المحتار ، ص ۶۶۹، ج ۱)

اسلاف کی اِقتداء

اسلاف کی طرح ہمارے دور کے فقہاء کرام نے عہد نامہ قبر نامہ میں میّت کے ساتھ رکھنے کا جواز لکھا ہے:

۱۔حضرت صدر الشریعہ علامہ حکیم محمد امجد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، بہار شریعت میں لکھا ہے کہ شَجَرہ(نسب نامہ) یا عہد نامہ(اقرار نامہ) قبر میں رکھنا جائز ہے، اور بہتر(افضل) یہ ہے کہ میّت کے مُنھ(چہرے) کے سامنے قبلہ کی جانب طاق(چھوٹی کھڑکی نما جگہ) کھود کر اُس میں رکھیں، بلکہ درمختار میں کفن پر عہد نامہ(اقرار نامہ) لکھنے کو جائز کہا ہے اور فرمایا کہ اس سے مغفرت کی امید ہے۔[19]

(درمختار، غنیه عن التاتارخانیه)

اور شامی کے الفاظ یوں ہیں: يُرْجَى أَنْ يَغْفِرَ اللهُ لِلْمَيِّتِ. الخ[20] (ص۶۶۸،ج ۱)

یوں بھی ہو سکتا ہے کہ پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھیں اور سینہ پر کلمۂ طیبہ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ ﷺ مگر نہلانے کے بعد کفن پہنانے سے پیشتر(پہلے) کلمہ کی انگلی سے لکھیں، روشنائی(سیاہی) سے نہ لکھیں۔[21]

(رد المحتار)(بہار شریعت، حصہ چہارم، ص۱۶۴)

۲۔مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی لکھتے ہیں:"میّت کی پیشانی یا کفن پر عہد نامہ یا کلمہ طیبہ لکھنا اور قبر میں رکھنا جائز ہے، خواہ انگلی سے لکھا جائے یا کسی اور چیز سے۔"[22] (جاء الحق، ص ۳۳۸)

مشاہدات: عہد نامہ قبر میں ساتھ دینے کا مقصد ہے کہ میّت کو قبر کے عذاب وغیرہ سے امان مل جائے اور علمائے امت اور اولیائے ملت کے مشاہدات بتاتے ہیں کہ عہد نامہ یا کلماتِ طیبہ لکھ کر میّت کو ساتھ دینے سے قبر میں نہ صرف عذاب سے نجات ملی بلکہ رحمتِ حق نے اسے نوازا اور خوب نوازا۔

بسم اللہ کی برکت: امام حصکفی، در مختار میں لکھتے ہیں:

---

18) (الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار)، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب فيما يكتب على كفن الميت، 2/ 247، دار الفكر بيروت ، الطبعة الثانية ، 1412هـ 1992م.)

19)(بہارِ شریعت، قبر و دفن کا بیان، مسئلہ 34، 4/848، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

20) (الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار)، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب فيما يكتب على كفن الميت، 2/ 246، دار الفكر بيروت ، الطبعة الثانية ، 1412هـ 1992م.)

21)(بہارِ شریعت، قبر و دفن کا بیان، مسئلہ 34، 4/848، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

22)(جاء الحق وزهق الباطل از مفتی احمد یار خان نعیمی، ص337، نعیمی کتب خانہ، 1976م.)

أَوْصَى بَعْضُهُمْ أَنْ يُكْتَبَ فِي جَبْهَتِهِ وَصَدْرِهِ - بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - فَفُعِلَ ثُمَّ رُئِيَ فِي الْمَنَامِ فَسُئِلَ فَقَالَ: لَمَّا وُضِعْتُ فِي الْقَبْرِ جَاءَتْنِي مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ، فَلَمَّا رَأَوْا مَكْتُوبًا عَلَى جَبْهَتِي بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ قَالُوا: أَمِنْتَ مِنْ عَذَابِ اللهِ[23]

ترجمہ: ایک شخص نے وصیّت کی کہ اس کی پیشانی اور سینے پر بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ لکھا جائے۔ یہ کام کیا گیا۔ پھر اسے خواب میں دیکھا گیا اور اس سے حال پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ جب میں قبر میں رکھا گیا، عذاب کے فرشتے آئے، اور جب انہوں نے بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ لکھا ہوا دیکھا تو بولے کہ یہ اللہ کے عذاب سے محفوظ ہے۔ (در مختار، جلد اول، ص ۶۶۸)

مقامِ غور (سوچنے کی جگہ) ہے کہ جب عہد نامہ (اقرار نامہ) لکھنے یا کفنی (کفن پر تحریر کرنے) سے میّت کو اتنے بڑے فوائد پہنچتے ہیں، تو مسلمانوں کو مفید (نفع بخش) کام سے روکنے والا بد خواہ (برا چاہنے والا) ہے۔

اسی لئے فقیر دلائل سے سمجھانے کے بعد عرض کرتا ہے کہ ہم نے مسلمانوں کو قرآن و حدیث کی روشنی میں ثابت کر دیا کہ اگر قبور میں ماں، باپ، دیگر اقارب اور عزیزوں کو عذاب قبر سے نجات دلانی ہے، تو ہمارے دلائل کے مطابق عمل کریں۔ اگر کسی کو انکار ہے، تو وہ اپنے رشتہ داروں کے دشمن ہیں، ہم اسے کیا کہہ سکتے ہیں وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔ (ہمارا کام صرف ابلاغ یعنی حق بات پہنچانا ہے)۔

رحمتِ حق بہانہ می جوید

یہ قاعدۂ مسلّمہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے لیے بخشش چاہتا ہے، لیکن اس کے لئے کوئی وسیلہ و سبب بھی بندے کے لئے ضروری ہے۔ حدیثِ قدسی میں ہے: إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي۔[24] یعنی میری رحمت غضب پر سبقت کر جاتی ہے۔

اس موضوع (عنوان) پر فقیر کا رسالہ "رحمتِ حق بہانہ می جوید" (اللہ کی رحمت بہانہ تلاش کرتی ہے) پڑھئے۔ اس کا آغاز فقیر نے یوں کیا:

اَمّا بعد! عوامِ اہلِ سنّت کا قدیم سے طریقہ چلا آرہا ہے کہ وسیلۂ نجات (بخشش کا ذریعہ) اور حصولِ برکات (برکتیں پانے) کی نیت سے کفن یا پیشانی پر کلماتِ طیبہ (پاک کلمات) وغیرہ (دیگر الفاظ) لکھنا، یا عہد نامہ شریف، یا کوئی اور متبرّک اشیاء (برکت والی چیزیں) میّت کے ہاتھ وغیرہ پر، یا اس کی قبر کے اندر رکھنا، یا قبر پر اذان پڑھنا، میّت کے مرنے کے بعد خوب خیراتیں کرنا، اس کی قبر پر حفاظ بٹھا کر قرآن خوانی کرنا (قرآن پڑھوانا)، اور چالیس (۴۰) دن تک اس کی روح کو قُل (سورۂ اخلاص)، کلمہ شریف و دیگر دعا وغیرہ بخشنا، تیسرے، ساتویں، بیسویں دن، اور جمعرات میں خصوصاً (خاص طور پر)، اور اس کا ثواب (اجر) میّت کو بخشنا شرعاً (شریعت کے اعتبار سے) جائز ہے۔

---

23) (الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) ، كتاب الصلاة ، باب صلاة الجنازة، 2/ 246 ، دار الفكر بيروت، الطبعة الثانية ، 1412هـ 1992م.)

24) (صحيح البخاريكتاب التوحيدباب وكان عرشه على الماء وهو رب العرش العظيم، 6/ 2700، الحديث 6986، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

فقیر اُویسی غفرلہ کی اِن مسائل (مسئلوں) کے لیے علیحدہ علیحدہ تصنیف ہیں، اور پھر بے شمار لوگوں کے واقعات درج ہیں۔ مسئلہ کی وضاحت کے لیے مزید عرض ہے کہ اسلام کا مکمل ضابطہ (قاعدہ) ہے کہ کوئی بھی یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ اعمال (کاموں) کے ذریعے لازماً بخشے جائیں گے؛ ہاں، اعمالِ صالحہ (نیک اعمال) حصولِ نجات (بخشش پانے) کا ایک ذریعہ ہیں۔ اُس کی کریمی (مہربانی) ہے کہ وہ اپنے فضل سے بخش دے، البتہ یہ ضرور ہے کہ رحمتِ حق بہانہ می جوید (اللہ کی رحمت بہانہ ڈھونڈتی ہے)۔

اس کریم (مہربان رب) نے بے شمار مجرموں (گناہگاروں) کو معمولی وسیلہ و ذریعہ (چھوٹے سبب) سے بخش دیا۔ چند اَحادیثِ صحیحہ کے واقعات (قصے) ملاحظہ ہوں:

خلاصہ و واقعات :

(1) **بخاری شریف** میں ہے کہ ایک بندے کو جہنم کی طرف لے جایا جارہا ہوگا، حکم ہوگا: اُسے چھوڑ دو، میں نے اُسے اس لیے بخش دیا کہ اُس نے پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا۔[25]

(2) ایسے ہی **بخاری شریف** میں ہے کہ ایک بندے کو اس لیے بخش دیا جائے گا کہ اُس نے عام راستہ سے کانٹے دار ٹہنی کو کاٹ کر ہٹایا۔[26]

(3) ایک بندے کو اس لیے بخشش (مغفرت) نصیب ہوگی کہ اُس نے اپنے بیٹے کا نام محمد رکھا۔[27] (مواهب لدنيه)

ایک ایسے بندے کو معاف فرمایا جائے گا جس نے توبہ کی نیت پر اللہ والوں کی طرف سفر کیا۔[28] (مسلم)

(4) ایک بندے کو صرف اس لیے بخشا گیا کہ اُس نے کسی مجلس میں خلوصِ دل (سچے دل) سے کلمۂ طیبہ یا درود شریف پڑھا وغیرہ وغیرہ۔ (البدور السافره)

اسی حیلے بہانے (ذریعے) ہم بھی دلائل (شرعی ثبوت) سے ثابت شدہ مسئلہ پر عمل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ مذکورہ بالا امور (اوپر بیان کردہ کام) عمل میں لاتے ہیں، ممکن ہے وہ کریم (مہربان رب) بندے کے حال پر رحم فرما کر (معمولی سبب سے) اسے بخش دے۔ **"شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را"** (بادشاہ اگر چاہیں تو فقیر کو بھی نواز دیتے ہیں)۔

اور ایسے حیلے اور اسباب (ذرائع) کو موجبِ نجات اور سببِ برکات (برکت کا ذریعہ) سمجھنا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں رواج (معمول) تھا۔ چند روایات ملاحظہ ہوں:

---

25) تلاشِ بسیار کے باوجود یہ روایت نہیں ملی البتہ کتب احادیث میں اس کے ہم معنی روایت موجود ہے۔
(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی راستے پر جارہا تھا کہ اسی دوران اسے شدت کی پیاس لگی۔ پس اسے ایک کنواں ملا اور اس نے اس میں اتر کر پانی پیا۔ پھر وہ باہر نکلا تو (کنویں کے کنارے) ایک کتا پیاس کی وجہ سے زبان لٹکائے (گیلی) مٹی چاٹ رہا تھا۔ اس آدمی نے کہا کہ اس کتے کو بھی اسی طرح پیاس لگ رہی ہے جس طرح مجھے لگ رہی تھی تو اس شخص نے کنویں میں اتر کر اپنے موزے کو پانی سے بھرا پھر اسے کتے کے منہ میں رکھ دیا اور کتا سیراب ہوگیا۔ پس اللہ تعالی نے اس کا یہ عمل قبول فرمایا اور اسے بخش دیا گیا)۔
(صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب رحمة الناس والبهائم، 8/ 9، رقم الحديث 6009، دار طوق النجاة الطبعة الأولى، 1422هـ.)

26) (صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب فضل التهجير إلى الظهر، 1/ 132، رقم الحديث 652، دار طوق النجاة الطبعة الأولى، 1422هـ.)

27) تلاشِ بسیار کے باوجود یہ روایت نہیں ملی البتہ اس کے ہم معنی روایت موجود ہے۔
(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: جس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور اس نے میری محبت میں اور میرے نام سے برکت حاصل کرنے کے لیے اس کا نام محمد رکھا تو وہ اور اس کا بیٹا جنت میں ہونگے)۔
(شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، تابع المقصد الرابع في معجزاته صلى الله عليه وسلم الدالة على ثبوت نبوته، الفصل الرابع ما اختص به صلى الله عليه وسلم من الفضائل والكرامات، 7/ 305، دار الكتب العلمية، الطبعة الأولى، 1417ه 1996م.)

28) (صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب قبول توبة القاتل وإن كثر قتله، 4/ 2118، رقم الحديث 2766، دار إحياء التراث العربي بيروت.)

اَحادیث مبارکہ:

(1) صحیح حدیث میں ہے کہ ایک دن حضور علیہ السلام تہبند شریف پہنے ہوئے تشریف لائے، کسی نے وہ تہبند شریف حضور سے مانگ لیا۔ یہ بات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ناگوار (ناپسند) گزری، اس شخص کو ملامت کی گئی۔ چنانچہ حدیث شریف کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

قَالَ الْقَوْمُ: مَا أَحْسَنَتْ لُبْسَهَا! النَّبِيُّ مُحْتَاجٌ إِلَيْهَا، ثُمَّ سَأَلْتَهُ وَعَلِمْتُ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ سَائِلَهُ-؟

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس سے کہا کہ حضور ﷺ کو اس وقت تہبند کی ضرورت تھی اور سائل (مانگنے والوں) کو رَد کرنا عادتِ کریمہ نہیں، تم نے کیوں مانگ لیا؟

اب اس سائل کی عقیدت و محبت اور پھر مسئلۂ ہذا (یہ مسئلہ) کی حقیقت ملاحظہ ہو، وہ صحابہ کرام کو جواباً کہتے ہیں کہ:

وَاللهِ مَا سَأَلْتُهُ لِأَلْبَسَهَا، إِنَّمَا سَأَلْتُهُ لِتَكُونَ كَفَنِي. قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنَهُ- [29]

ترجمہ: بخدا! میں نے اسے پہننے کے لیے نہیں لیا بلکہ اس لیے لیا ہے کہ یہ میرا کفن ہو۔

یہ حدیث **صحیح بخاری** اور **مشکوۃ شریف**، **باب غسل المیّت** میں ہے، اور یہ مسئلہ سیدنا عبدالرحمن بن عوف یا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے متعلق بیان کیا گیا ہے۔ [30]

فائدہ: روایت کی صحّت اور پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عقیدت پر غور کریں کہ اپنی نجات کا موجِب (سبب) حضور سرورِ عالم ﷺ کی چادر مبارکہ کو سمجھ رہے ہیں، حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک ایک نیکی ہماری ہر ہر دن کی نیکیوں پر بھاری ہے، اور انہیں وہ چادر کفن کے لیے غُربت کی وجہ سے ضرورت نہ تھی۔ عبدالرحمن بن عوف یا سعد بن ابی وقاص مالی لحاظ سے تنگدست (محتاج) نہ تھے۔

(2) ہم عورتیں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب یا حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غسلِ میّت دے رہی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نہلا چکو تو مجھے خبر دینا۔ ہم نے بعدِ فراغت عرض کی: فَأَلْقَى إِلَيْنَا حَقْوَهُ وَقَالَ: أَشْعِرْنَاهُ إِيَّاهُ- [31]

یعنی حضور اقدس ﷺ نے اپنا تہبند مبارک ہماری طرف ڈال دیا اور ارشاد فرمایا کہ یہ ان کے بدن کے مُتّصِل (لگے ہوئے) کفن کے نیچے رکھو۔

حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدّث دہلوی **اشعۃ اللمعات** میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

درینجا استحباب تبرك ثابت است بلباس صالحین و آثار ایشان بعد ازموت درقبر چنانکه قبل ازموت نیزهم چنین بوده [32]

ترجمہ: اس سے اولیاء کے لباس سے تبرّک (برکت حاصل کرنے) کا ثبوت ملا، اور وہ جیسے حیات (ان کی زندگی) میں جائز ہے بعدِ وصال بھی جائز ہے۔

لمعات میں فرماتے ہیں:

---

29) (صحيح البخاري ، كتاب الجنائز، باب من استعد الكفن في زمن النبي صلى الله عليه وسلم فلم ينكر عليه ، 2/ 78 ، رقم الحديث 1277، دار طوق النجاة الطبعة الأولى ، 1422هـ.)

30) (عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب من استعد الكفن في زمن النبي صلى الله عليه وسلم فلم ينكر عليه، 8/ 62 ، دار إحياء التراث العربي بيروت.)

31) (صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب كيف الإشعار للميت، 2/ 75، رقم الحديث 1261، دار طوق النجاة الطبعة الأولى ، 1422هـ.)

(المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، كتاب الجنائز، 7/ 3 ، دار إحياء التراث العربي بيروت ، الطبعة الثانية ، 1392.)

32)(جاء الحق وزهق الباطل از مفتی احمد یار خان نعیمی، ص337، نعیمی کتب خانہ، 1976م.)

هَذَا الْحَدِيثُ أَصْلٌ فِي التَّبَرُّكِ بِآثَارِ الصَّالِحِينَ وَلُبْسِهِمْ، كَمَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ مُرِيدِي الْمَشَايِخِ مِنْ لُبْسِ أَقْمِصَتِهِمْ فِي الْقَبْرِ۔ [33]

ترجمہ: یہ حدیث اصل ہے اس مسئلہ میں کہ صُلَحاء کی چیزوں اور ان کے لباس سے برکت حاصل کرنا جائز ہے، چنانچہ بعض مریدینِ مشائخ ان کی قمیصیں قبر میں پہناتے ہیں۔

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ صُلحاء کے لباس اور ان کے تبرکات سے بعدِ وصال قبر میں برکت حاصل کرنا مستحب (پسندیدہ) ہے، اور اس سے بخشش اور نجات کی امید رکھنا حضور اکرم ﷺ کا بتایا ہوا نسخہ (طریقہ) ہے۔

(3) ابو نُعیم نے معرفة الصحابه میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں بسند حسن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد کو حضور علیہ السلام نے اپنی قمیص میں کفن دیا، اور کچھ دیر ان کی قبر میں خود لیٹے، پھر ان کو دفن کیا۔ لوگوں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا: إِنِّي أَلْبَسْتُهَا لِتَلْبَسَ مِنْ ثِيَابِ الْجَنَّةِ، وَاضْطَجَعْتُ مَعَهَا فِي قَبْرِهَا لِأُخَفِّفَ عَنْهَا ضَغْطَةَ الْقَبْرِ۔ [34]

یعنی قمیص تو اس لیے پہنائی کہ ان کو جنت کا لباس ملے، اور ان کی قبر میں لیٹنا اس لیے تھا کہ ان سے تنگیِ قبر دور ہو۔

فائدہ: نبی پاک ﷺ کے اسی طریقہ کار سے سلیم القلب (صاف دل) انسان ماننے پر مجبور ہے کہ واقعی مقدّس چیزیں قبر کی تنگی دور کرتی ہیں اور اس میں راحت و سرور بخشتی ہیں۔ ہاں، ہٹ دھرم (ضدی) نہ مانے تو اس کا علاج نہ ہمارے پاس ہے اور نہ اللہ تعالیٰ نے ایسا علاج پیدا فرمایا ہے۔

(4) ابن عبدالبر نے کتاب "الاستيعاب فى معرفة الاصحاب" میں فرمایا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بوقتِ انتقال وصیّت فرمائی کہ مجھ کو حضور علیہ السلام نے اپنا ایک کپڑا عنایت فرمایا تھا، وہ میں نے اسی دن کے لیے رکھ چھوڑا ہے، اس قمیص پاک کو میرے کفن کے نیچے رکھ دینا۔

وَخُذْ ذَلِكَ الشَّعَرَ وَالْأَظْفَارَ، فَاجْعَلْهُ فِي فَمِي وَعَلَى عَيْنِي وَمَوَاضِعِ السُّجُودِ مِنِّي۔ [35]

یعنی اور ان مبارک بالوں اور ناخنوں کو لو اور ان کو میرے منہ میں، میری آنکھوں پر اور میرے اعضاءِ سجدہ (سجدہ کرنے کے مقامات) پر رکھ دینا۔

(5) حاکم نے مستدرک میں حمید بن عبدالرحمن سے نقل کیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کچھ مشک تھا، وصیّت فرمائی کہ مجھ کو اس سے خوشبو دینا، اور فرمایا کہ یہ حضور علیہ السلام کی خوشبو کا بچا ہوا حصہ ہے۔ [36]

(6) ثابت البنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

هَذِهِ شَعْرَةٌ مِنْ شَعْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَضَعْهَا تَحْتَ لِسَانِي. قَالَ: فَوَضَعْتُهَا تَحْتَ لِسَانِهِ، فَدُفِنَتْ وَهِيَ تَحْتَ لِسَانِهِ۔ [37] (الاصابة)

---

33) (لمعات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز، باب غسل الميت وتكفينه، الفصل الأول، 4/ 107، دار النوادر دمشق سوريا، الطبعة الأولى، 1435 هـ 2014 م.)

34) (معرفة الصحابة لأبي نعيم الأصبهاني، الأسماء، معرفة العشرة المشهود لهم بالجنة، علي بن أبي طالب رضي الله عنه، معرفة نسبة علي بن أبي طالب رضي الله عنه، 1/ 76، رقم الحديث 289 ، دار الوطن للنشر الرياض، الطبعة الأولى، 1419 هـ 1998 م.)

35) (الاستيعاب في معرفة الأصحاب ، حرف الميم ، باب معاوية، معاوية بن أبي سفيان، 3/ 1419، رقم الترجمة 2435، دار الجيل بيروت ، الطبعة الأولى ، 1412 هـ 1992 م.)

36) (المستدرك على الصحيحين، كتاب الجنائز، 1/ 515، رقم الحديث 1337، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ، 1411 – 1990.)

37) (الإصابة في تمييز الصحابة، حرف الألف، القسم الأول، باب الألف بعدها نون، أنس بن مالك، 1/ 276 ، رقم الترجمة 277، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى : 1415 هـ.)

یعنی یہ رسول اللہ ﷺ کا بال مبارک ہے، اسے میری زبان کے نیچے رکھ دے۔ میں نے رکھ دیا، اور وہ اسی طرح دفن کیے گئے کہ موئے مبارک ان کی زبان کے نیچے تھا۔

نوٹ: اس قسم کے بیشمار واقعات صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین اور اولیاء کاملین و علماء راسخین سے ثابت ہیں۔ فقیر کی تصانیف "احسن البرکات فی التبرکات" اور "رحمتِ حق بہانہ می جوید" اور "کفنی لکھنا" وغیرہ میں اکثر لکھے گئے ہیں۔ اس کا مطالعہ فرمائیے۔

اعتراضات کے جوابات

سوالات سے پہلے یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ جسے کسی بات سے ضد (ہٹ دھرمی) ہوتی ہے وہ خواہ مخواہ کوئی نہ کوئی حیلہ (بہانہ) جوڑ لیتا ہے۔ کچھ یہاں بھی یہی حال ہے۔ چند سوالات اور ان کے جوابات ملاحظہ ہوں۔

سوال: علامہ شامی رحمہ اللہ نے "شامی ،جلد اوّل، باب التشهد" سے کچھ قبل کفن پر لکھنے کو منع فرمایا۔ اسی طرح شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ نے فتاویٰ عزیزی میں اس کو منع فرمایا، کیونکہ جب میّت پھولے پھٹے گی تو اس کے پیپ و خون میں یہ حروف خراب ہوں گے اور ان کی بے ادبی ہو گی، لہٰذا یہ ناجائز ہے۔[38]

جواب:

(1) علمِ مناظرہ کا قانون ہے کہ دلیل دعویٰ کے مطابق نہ ہو تو وہ دلیل بیکار ہو جاتی ہے، اور یہاں دلیل؛ دعویٰ کے مطابق نہیں۔ دعویٰ تو یہ ہے کہ قبر میں کسی قسم کی تحریر رکھنا منع ہے، اور یہاں اس دلیل سے تو یہ معلوم ہوا کہ روشنائی (سیاہی) یا مٹی سے لکھ کر کفن میں رکھنا منع ہے۔ اور اگر انگلی سے میّت کی پیشانی یا سینے پر کچھ لکھ دیا، یا عہد نامہ قبر میں طاقچہ (چھوٹا خانہ) میں رکھ دیا تو جائز ہے، اس میں حروف کی بے ادبی کا اندیشہ نہیں۔ لہٰذا یہ اعتراض کافی نہیں۔

چنانچہ امام شامی رحمہ اللہ اسی مقام پر فرماتے ہیں:

نَعَمْ نَقَلَ بَعْضُ الْمُحَشِّينَ عَنْ فَوَائِدِ الشَّرْجِيِّ أَنَّ مِمَّا يُكْتَبُ عَلَى جَبْهَةِ الْمَيِّتِ بِغَيْرِ مِدَادٍ بِالْأُصْبُعِ الْمُسَبِّحَةِ - بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - وَعَلَى الصَّدْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ، وَذَلِكَ بَعْدَ الْغُسْلِ قَبْلَ التَّكْفِينِ[39]

ترجمہ: بعض محققین نے "فوائد الشرجی" سے نقل کیا ہے کہ میّت کی پیشانی پر بغیر روشنائی کے انگلی سے "بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ" لکھا جائے، اور سینے پر " لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ" لکھ دیا جائے۔ یہ تحریر میّت کے غسل کے بعد اور کفن دینے سے پہلے ہو۔

فائدہ: ہماری اس تقریر (وضاحت) سے واضح ہوا کہ امام شامی رحمہ اللہ کفنی لکھنے کے قائل ہیں، لیکن مخالفین نے دھوکہ دیتے ہوئے کچھ کا کچھ کہہ دیا۔ علاوہ ازیں خود امام شامی رحمہ اللہ نے فتاویٰ بزازیہ سے فتوائے جواز نقل فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اکابر حنفیہ (بڑے حنفی علماء) جواز کے قائل ہیں، جیسا کہ فقیر اویسی غفرلہ نے پہلے امام شامی و دیگر اکابر اہلِ سنّت رحمہم اللہ کی تصریحات نقل کی ہیں۔

---

38) (الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار)، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب فيما يكتب على كفن الميت، 2/ 246 إلى 247، دار الفكر بيروت، الطبعة الثانية، 1412هـ 1992م.)

39) (الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار)، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب فيما يكتب على كفن الميت، 2/ 247، دار الفكر بيروت، الطبعة الثانية، 1412هـ 1992م.)

ایسے ہی شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی عبارت کا جواب ہے، کیونکہ وہ حنفی تھے، اور حنفیوں کے مذہب کے خلاف وہ کب لکھ سکتے ہیں؟ اور پھر ہم پہلے ان کی تصانیف سے جواز کے حوالہ جات لکھ چکے ہیں۔

سوال: مشکوٰۃ ،باب غسل المیّت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام عبد اللہ بن اُبَی (رئیس المنافقین) کی قبر پر تشریف لائے، جبکہ وہ قبر میں رکھا جاچکا تھا۔ اس کو نکلوایا، اس پر اپنا لُعابِ دہن (مبارک تھوک) ڈالا اور اپنی قمیص مبارک اس کو پہنائی۔[40] اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جب حضور سرورِ عالم ﷺ کا کرتا مبارک عبداللہ بن ابی کو فائدہ نہ دے گا تو باقی بزرگوں کے لباس یا شجرۂ سلسلۂ مشائخ وغیرہ کے فائدے کا خیال کرنا بے وقوفی ہے۔

جواب:

(1) ہم کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے دشمن و گستاخ کو تبرکات (برکت والی اشیاء) سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا، اور نبی کریم ﷺ نے اسی عقیدہ کو واضح کرنے کے لیے یہ عمل فرمایا تاکہ رہتی دنیا تک مسلمان یقین کریں کہ ایمان سے محروم انسان کو تبرکات سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

(2) حضور نبی پاک ﷺ کو عبداللہ بن ابی سلول کی منافقت (نفاق) اور اس کے جہنمی ہونے کا یقین تھا، اور قمیص عطا فرمانے سے اتنا تو معلوم ہو گیا کہ متبرّک اشیاء میّت کے ساتھ دینا جائز ہے، ورنہ حضور علیہ السلام اس کے لڑکے کے اِصرار کے باوجود ہر گز ایسا نہ کرتے، کیونکہ جو امر ناجائز ہو اُسے رسول اللہ ﷺ کیسے کرتے؟

(3) اس سے ہمارے نبی پاک ﷺ کے مختارِ کل ہونے کا ثُبوت ملا کہ جہاں اپنے متعلقات میں باذنِ اللہ (اللہ کے حکم سے) وعطائے الٰہی منافع پہنچا سکتے ہیں، وہاں ان سے منافع کا سبب بھی فرما سکتے ہیں۔ ہم سابقاً (پہلے) متعدّد روایات لکھ چکے ہیں جن میں تصریح (وضاحت) ہے کہ سرورِ عالم ﷺ نے اپنے متعلقات کے بارے میں فرمایا کہ ان میّت کو قبر میں راحت و سُرور نصیب ہو گا، جیسا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کو اپنی قمیص مبارک دے کر فرمایا: إِنِّي أَلْبَسْتُهَا لِتَلْبَسَ مِنْ ثِيَابِ الْجَنَّةِ۔[41] یعنی میں نے اسے قمیص اس لیے پہنائی ہے تاکہ اسے جنت کا لباس عطا ہو۔

اس معنی پر یہی کہا جائے گا کہ لُعابِ دہن کو ملائکہ نے منافق میں جذب نہ ہونے دیا ہو گا اور قمیص مبارک کے برکات بھی سلب (چھین) کر لیے ہوں گے وغیرہ۔ اس کی نظیر شرعاً موجود ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا نطفہ پاک ہے اور دوزخ میں جانے کے لائق نہیں، لیکن نوح علیہ السلام کا لڑکا کنعان جہنم میں جائے گا۔ وہاں بھی یہی تاویل کرنی پڑے گی، ورنہ اسلامی عقائد میں تضاد (ٹکراؤ) لازم آئے گا۔ یہاں بھی تضاد ایسے ہی رفع (دور) ہو گا، جبکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو تبرکات عطا ہوئے اور صحابہ کرام و تابعین سے تبرکات سے حُصولِ برکات کا اِثبات ہم پہلے عرض کر چکے ہیں، اور یہاں معمولی وہم سے انکار کا کیا معنی؟

فائدہ: حضور سرورِ عالم ﷺ کا منافق کو تبرکات عطا کرنے کے کئی وُجوہ ہیں۔ چند ایک عرض کرتے ہیں:

---

40) (مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز، باب غسل الميت وتكفينه أ الفصل الثالث ،1/ 520 ،رقم الحديث 1645 ، المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الثالثة ، 1985 .)

41) (معرفة الصحابة لأبي نعيم الأصبهاني ،الأسماء، معرفة العشرة المشهود لهم بالجنة ، علي بن أبي طالب رضي الله عنه، معرفة نسبة علي بن أبي طالب رضي الله عنه، 1/ 76، رقم الحديث 289، دار الوطن للنشر الرياض، الطبعة الأولى، 1419 هـ 1998 م.)

(1)اس کا بیٹا مُخلِص مومن تھا، جس کی دِلجوئی(دل رکھنا) منظور تھی۔

(2)اس نے ایک بار حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اپنی قمیص پہنائی تھی، آپ ﷺ نے چاہا کہ میرے چچا پر اس کا احسان نہ رہ جائے۔

(3)اپنے رحمت للعالمین(تمام جہانوں کے لیے رحمت) ہونے کا ثبوت دیا کہ یہ منافق زندگی بھر غیظ و غضب کا مظاہرہ کرتا رہا، لیکن ہم اس کی موت پر خوش نہیں، بلکہ حقوقِ انسانی کے تحت اس کی وصیّت پوری کر رہے ہیں کہ نہ صرف جنازہ میں شرکت کی بلکہ اپنے دوسرے دوستوں کی طرح اس کے ساتھ بھی نوازشیں فرمائیں۔

سوال: ہم کفنی لکھنے کا فائدہ اُس وقت مانیں جب قبر میں جانے والا پڑھا لکھا ہو، پھر موت تو پڑھائی لکھائی تمام بھلا دیتی ہے، یعنی مرنے کے بعد پڑھنا کیسا؟

جواب: یہ اہلِ سنّت کے ضابطہ اور اسلام کے قواعد و اصول سے رُوگردانی(اعراض، انحراف) کی بیّن(واضح) دلیل ہے، کیونکہ اہلِ سنّت کے نزدیک موت کے بعد انسان کے قوی(طاقتیں) و مشاعر(حواس) میں بجائے ختم ہو جانے کے اضافہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً ہم بند مکان میں باہر سے کچھ نہیں دیکھ، سُن سکتے، لیکن مردہ سنّتا، دیکھتا ہے، اور پھر برزخ(عالمِ قبر) ایک ایسا علاقہ ہے جہاں اَن پڑھ سب کچھ پڑھ سکتا ہے۔ چنانچہ ہم عربی زبان کو عرصہ(مدّت) تک سیکھتے رہتے ہیں، لیکن میّت قبر میں جاتے ہی عربی جاننا بولتا ہے، جیسا کہ منکر نکیر(قبر کے فرشتے) کے عربی سوالات اور مردے کے جوابات دلالت(رہنمائی) کرتے ہیں۔ اور قرآنِ مجید میں ہے: اِقْرَاْ كِتٰبَكَ[42] (یعنی اپنا نامۂ اعمال پڑھ)—— یہ خطاب(حکم) ہر انسان کو ہے، پڑھا ہوا ہو یا ان پڑھ۔ اس لیے مخالفین کا یہ اِعتراض لَغو(فضول) محض اور خالص جہالت پر مبنی ہے۔

نجاست کی تلویث (گندگی) کے جوابات

جواب:

۱۔ میّت کے پُھولنے پچھٹنے کا بھی محض وَہم(خیالِ باطل) اور غلط خیالی پر مبنی ہے، اور ظنِّ فاسد(بدگمانی) پر مسائل کی بنیاد کھڑی رکھنا اگرچہ اس پارٹی کا عام شیوہ(طریقہ) ہے، حالانکہ اَحکامِ شرعیہ کو ظنِّ فاسد پر مرتّب نہیں کیا جاتا ہے بلکہ ان کے لیے یقینِ محکم(پختہ یقین) چاہیے۔ جب میّت کے پھولنے پھٹنے کا یقین نہیں تو پھر مسئلہ کی ترتُّب کیسا؟

۲۔ ہمارا بلکہ ان کا بھی مشاہدہ ہے کہ بہت سی میّتیں نہیں پھولتیں پھٹتیں، تو صرف بے ادبی کے وہم سے مردہ کو فائدہ سے محروم رکھنا مسلمانوں سے دشمنی اور عَداوَت(دشمنی) کا ثبوت دیتا ہے۔ کیونکہ ہم تو چاہتے ہیں کہ ایک غریب الوطن(پردیسی) مسافر ہیبت ناک(خوفناک) علاقہ میں جا رہا ہے تو اس کی نجات کا سبب تلاش کیا جائے، اور بفضلہٖ تعالیٰ اس کی نجات و بخشش کے لیے کفنی لکھنا بھی ایک بہترین سبب ہے۔ تو جو روکتا ہے وہ اس کا دشمن معلوم ہوتا ہے، جس کا ہر مسلمان کو دکھ ہونا چاہیے اور افسوس کرنا چاہیے کہ زندہ سے دشمنی تو ہو سکتی ہے، لیکن وہ کون سا بے درد ہوگا جو مردے سے بھی دشمنی کرتا ہے۔

۳۔ ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ:

☆ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اپنے کفنوں میں حضور علیہ السلام کے تبرکات(برکت والی اشیاء) رکھنے کی وصیّت کی۔

☆ خود حضور علیہ السلام نے اپنا تہبند شریف اپنی لختِ جگر زینب بنت رسول اللہ ﷺ کے کفن میں رکھوایا۔

---

42) بنی اسرائیل: 14

☆ حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ نے اپنے کفن پر دعائیہ (دعاوالے) کلمات لکھنے کی وصیّت کی۔

کہیے کیا یہاں خون وپیپ میں لتھڑنے (آلودہ ہونے) کا اندیشہ نہ تھا؟ یا یہ کہ چیزیں معظم (قابلِ تعظیم) نہ تھیں؟

تحقیقی جوابات:

۱۔ مُتَبَرَّک چیزوں کا نجاست میں ڈالنا حرام ہے، لیکن اگر کوئی شخص اچھی نیّت سے پاک جگہ ضرورۃً (مجبوراً) رکھے تو صرف اِحتمالِ تلوث (آلودگی کے امکان) سے وہ ناجائز نہ ہوگا۔ اس کے بہت سے دلائل ہیں: آبِ زمزم نہایت مُتَبَرَّک پانی ہے، اس سے اِستنجا کرنا حرام ہے مگر اس کا پینا جائز۔ آیاتِ قرآنیہ لکھ کر دھو کر پینا مُباح (جائز)۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پس خوردہ (بچا ہوا) مبارک کھانا پینا حلال، حالانکہ یہ پیٹ میں پہنچ کر مَثانہ (پیشاب کی تھیلی) میں جاتے ہیں اور وہاں سے پیشاب بن کر خارج ہوں گے (نکلیں گے)۔

۲۔ پہلے باب میں ہم نقل کر چکے ہیں کہ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے اصطبل (گھوڑاخانہ) کے گھوڑوں کی رانوں پر لکھا تھا حبسٌ فی سبیلِ اللہ (اللہ کی راہ میں روکے ہوئے)، حالانکہ وہاں لکھنے میں پیشاب کی چھینٹیں پڑنے کا احتمالِ قوی (زیادہ امکان) ہے۔ گھوڑے نجس زمین پر بھی لیٹتے ہیں مگر اس کا اعتبار نہ ہوا۔ اس دلیل سے امام نصیر اور امام صغار ــــ جو کہ احناف کے بڑے جلیل القدر (عظیم المرتبت) امام ہیں ــــ اس تحریر کو جائز فرماتے ہیں۔

تأییداً (تائید کرتے ہوئے) چند اقوال وہاں لکھے تھے، چند اب بھی ملاحظہ ہوں:

(1) فتاویٰ کبریٰ المکی میں ہے: کہ أَفْتَى بِجَوَازِ كِتَابَتِهِ قِيَاسًا عَلَى كِتَابَةِ اللهِ فِي نَعَمِ الزَّكَاةِ[43]

یعنی امام فقیہ (ابن عُجیل) نے دعا وغیرہ کے لکھنے کے جواز پر فتویٰ دیا، اس قیاس پر کہ زکوٰۃ کے جانوروں پر "اللہ" لکھا جاتا ہے۔

فائدہ: امام موصوف کا مطلب یہ ہے کہ متبرک الفاظ حصولِ برکت وغیرہ کے لیے لکھنا جائز ہے، اگرچہ لکھی ہوئی چیز کے مٹنے اور نجاست لگنے کا احتمال (امکان) بھی ہو، جیسا کہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ کے جانوروں پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھوایا۔ جانوروں پر لکھنے کو مقیس علیہ (اصل مثال) بنا کر ائمۂ احناف نے کفنی وغیرہ لکھنا جائز رکھا ہے۔

(2) امامِ موصوف کی تائید میں صاحبِ فتاویٰ کبریٰ نے دوسرے ائمہ کے متعلق لکھا:

وَأَقَرَّهُ بَعْضُهُمْ بِأَنَّهُ قِيلَ يُطْلَبُ فِعْلُهُ لِغَرَضٍ صَحِيحٍ مَقْصُودٍ فَأُبِيحَ وَإِنْ عُلِمَ أَنَّهُ يُصِيبُهُ نَجَاسَةٌ[44]

یعنی اس فتویٰ کو بعض دیگر علماء نے برقرار رکھا، اور اس کی تائید میں بعض اور علماء نے نقل کیا کہ غرضِ صحیح (درست مقصد) سے ایسا کرنا مطلوب (پسندیدہ) ہوگا، اگرچہ معلوم ہو کہ اسے نجاست پہنچے گی۔

مزید تأیید: نجاست کا احتمال، اور وہ بھی صرف احتمال وجس کو مخالف غلط طریقہ سے دلیل بنا کر اہلِ اسلام کو قبر کے مُہیب (ہیبت ناک) اور خطرناک سفر کی آسانی سے محروم کر رہا ہے، حالانکہ اِحتمالِ نجاست تو کیا، نجاست کے یقین پر بھی انسان کی اُخروِی بلکہ دنیوی فوائد کے لیے شارِع علیہ السلام اور صحابہ کرام ومشائخِ عظام رحمہم اللہ نے آیاتِ قرآنی اور کلماتِ طیبہ کے لکھنے اور پینے پلانے کا حکم صادِر فرمایا۔ چند امثلہ (مثالیں) ملاحظہ ہوں:

---

43) (الفتاوى الفقهية الكبرى ، كتاب الصلاة، باب الجنائز ، 2/ 12، المكتبة الإسلامية.)

44) (الفتاوى الفقهية الكبرى ، كتاب الصلاة، باب الجنائز ، 2/ 12، المكتبة الإسلامية.)

☆دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

" إِذَا عَسُرَ عَلَى الْمَرْأَةِ الْوِلَادَةُ أَخَذَ إِنَاءً نَظِيفًا وَكُتِبَ عَلَيْهِ {كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ} الآية [الأحقاف/ 35]، و {كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا} الآية [النازعات/ 46] و {لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ} الآية [ي/ 1/ يوسف/ 111]، ثُمَّ يُغْسَلُ، وَتُسْقَى الْمَرْأَةُ مِنْهُ، وَيُنْضَحُ عَلَى بَطْنِهَا وَفَرْجِهَا- "[45]

ترجمہ: جس عورت کو ولادت(بچہ جننے) میں دشواری ہو، پاکیزہ برتن پر یہ آیات لکھ کر دھو کر پلائیں، اور اس کے پیٹ اور فُرج(شرمگاہ) پر چھڑکیں۔

ذَكَرَهُ فِي نُزْهَةِ الْأَسْرَارِ، نَاقِلًا عَنْ تَفْسِيرِ بَحْرِ الْعُلُومِ لِلنَّسَفِيِّ رَحِمَهُ اللهُ- [46](حاشية الحرف الحسن)

☆عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دردِزہ(ولادت کے درد) کے لیے فرمایا: تُكْتَبُ لَهَا شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ وَتُسْقَى-

یعنی قرآنِ مجید میں سے کچھ لکھ کر عورت کو پلائیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اس کے لیے حدیثِ ابن عباس، دعائے کرب اور دو آیتیں تحریر فرمایا کرتے تھے:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، الْحَمْدُ لله رَبِّ الْعَالَمِينَ، كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا، كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ- [47]

ان کے صاحبزادے جلیل امام عبداللہ بن احمد اسے زعفران(خوشبودار رنگ) سے لکھتے۔ امام حافظ احمد بن علی ابو بکر مروزی نے کہا: میں نے ان کو بارہا اسے لکھتے دیکھا۔(رواه الامام ، الثقة،الحافظ ابو على الحسن بن على الخلال المكى الحرف الحسن)

☆اسی طرح قرآنِ عظیم مثل سورۃ فاتحہ و آیاتِ شفا وغیرہ بغرضِ شفا لکھ کر دھو کر پینا سلفِ صالحین میں رائج(عام) ہے، حالانکہ معلوم ہے کہ پانی جزوِ بدن نہیں ہوتا اور مَثانہ سے گزر کر آلات سے نکلنا ضروری ہے، بلکہ خود زم زم شریف کیا مُتَبَرَّک(برکت والا) نہیں؟

در مختار میں ہے: يُكْرَهُ الْاِسْتِنْجَاءُ بِمَاءِ زَمْزَمَ، لَا الْاِغْتِسَالَ- [48] اور حاشیہ رد المحتار میں ہے کہ: وَكَذَا إِزَالَةُ النَّجَاسَةِ الْحُقِيقِيَّةِ مِنْ ثَوْبِهِ أَوْ بَدَنِهِ، حَتَّى ذَكَرَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ تَحْرِيمَ ذَلِكَ [49] اور اس کا پینا اعلیٰ درجہ کی سنّت ہے، بلکہ کوکھ(پیٹ) بھر کر پینا ایمانِ خالص کی علامت ہے۔

---

45) (كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، حرف الطاء، كتاب الطب والرقي والطاعون من قسم الأقوال، الباب الثاني في الرقي، الفصل الأول في جوازه، 10/ 64، رقم الحديث 28381، مؤسسة الرسالة، الطبعة الخامسة، 1401 ه 1981 م.)

46) (الحرف الحسن في الكتابة على الكفن ، رقم الصفحة 20، مركز اهل سنت بركات رضا.)

47) (المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، المقصد الثامن فى طبه صلى الله عليه وآله وأصحابه وسلم لذوى الأمراض والعاهات إلخ، الفصل الأول فى طبه صلى الله عليه وسلم لذوى الأمراض والعاهات، النوع الأول في طبه صلى الله عليه وسلم بالأدوية الإلهية، رقية الحمى، 3/ 55، المكتبة التوفيقية القاهرة مصر.)

48) (الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار، كتاب الحج ، باب الهدي، ص175، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1423 هـ – 2002 م.)

49) (الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) ، كتاب الحج ، فروع في الحجة، 2/ 625، دار الفكر بيروت، الطبعة الثانية ، 1412هـ 1992م.)

تاریخ بخاری، سنن ابن ماجہ اور صحیح مستدرک میں بسند حسن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آيَةٌ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُنَافِقِينَ أَنَّهُمْ لَا يَتَضَلَّعُونَ مِنْ زَمْزَمَ۔ [50]

یعنی ہم میں اور منافقوں میں فرق کی نشانی یہ ہے کہ وہ کوکھ (پیٹ) بھر کر آبِ زمزم نہیں پیتے۔

بہر حال مقدّس ومُتبَرّک اشیاء کو نجاست میں ڈالنا حرام ہے، لیکن ان سے برکت حاصل کرنا جائز بلکہ مستحب (پسندیدہ) ہے۔ کسی احتمال اور فسادی وہم کے خیال سے عدمِ جواز (ناجائز ہونے) کی کوئی صورت نہیں۔

سوال: علامہ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے گھوڑوں کی یہ تحریر امتیاز (پہچاننے) کے لیے تھی، لہٰذا اس کا حکم اور ہو گیا۔ [51]

جواب: حضرت علامہ ابنِ حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول کئی وُجوہ سے قابلِ اعتماد نہیں:

(1) فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا گھوڑوں پر مُتبَرّک کلام لکھنا جس مقصد کے لیے تھا، وہ حروف تو مقدس تھے، نیّت کے فرق سے حروف کا حکم نہیں بدلتا۔

(2) حضرت علامہ ابنِ حجر کا قول ہماری پیش کردہ اَحادیث، عملِ صحابہ کرام اور اَقوالِ ائمہ کرام کے مقابلہ میں کوئی وُقعت (اہمیّت) نہیں رکھتا۔

(3) حضرت علامہ ابنِ حجر رحمۃ اللہ شافعی المذہب اور غیر مجتہد ہیں، جو ہم اَحناف کے لیے قادِح (نقصان دہ) نہیں۔ ہاں کسی حنفی مجتہد کا قول ہوتا تو ہم اس کے جواب کا سوچتے۔

(4) علماء کے قول سے اِستحباب یا جواز ثابت ہو سکتا ہے، مگر کراہت کے لیے دلیلِ خاص کی ضرورت ہے، جیسا کہ اُصولِ فقہ میں ہے۔ تو ان اَقوال میں قولِ استحباب قابلِ قبول ہے، نہ کہ قولِ کراہت، کیونکہ بلا دلیل ہے۔

عقلی دلائل

(1) عالمِ دنیا کا قاعدہ ہے کہ دُور کا مسافر یا گورنمنٹ کے دفاتر سے ناواقف اگر کسی بڑے آدمی یا اونچے عہدیدار کا خط ساتھ رکھتا ہو تو منزلِ مقصود پر پہنچنے کے بعد اس خط کی وجہ سے حصولِ مقصد سے بے خوف وخطر ہوتا ہے۔ یونہی مسافرِ آخرت اور قبر کے مہمان کا حال ہوتا ہے۔ جب سمجھتا ہے کہ اب میں اپنے اہل و عیال، ملک ومال، گھر بار اور آباد علاقہ سے نکل کر مہیب (ہیبت ناک) جگہ میں پہنچا ہوں، جہاں کوئی نہ ساتھی، نہ دوست بلکہ ماں باپ، بہن بھائی، عزیز رشتہ دار اور آل واولاد ساتھ چھوڑ گئے ہیں، اس غمگینی (غم کی حالت) اور پریشانی کے عالم میں اپنے جرائم وخطاؤں کو یاد کرتا ہے تو رُسوائی کے مارے سر جھکا دیتا ہے، اب مُمْتَحِن (آزمانے والے) بھی سوالات شروع کر دیتے ہیں۔ اس پر ہم اہلِ سنّت اپنے جانے والے مسافروں کے ہاتھ میں عہد نامہ یا شجرۂ سلسلۂ اولیاء یا کوئی اور کلماتِ طیبات پکڑا دیتے ہیں، تو خط لانے والے مسافر کی طرح یہ بھی بے خطر ہو کر نکیرین سے نہیں گھبراتا بلکہ نِڈر اور بے باک ہو کر ان کے سوالات کے جوابات دیتا ہے، اور میّت کے لیے قبر کی منزل میں سوالات کے صحیح صحیح جوابات اس کی کفنی پر مرقوم (لکھے ہوئے) ہیں، جنہیں وہ سینے پر پڑے ہوئے کفن سے پڑھ کر کہہ دے گا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ۔

---

50) (سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب الشرب من زمزم ، 2/ 1017، رقم الحديث 3061، دار إحياء الكتب العربية فيصل عيسى البابي الحلبي.)

51) (الفتاوى الفقهية الكبرى، كتاب الصلاة، باب الجنائز، 2/ 13 ، المكتبة الإسلامية.)

(2)سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور سرورِ عالم ﷺ سے پوچھا تھا کہ قبر میں ہمارے حواس اپنی اصلی حالت پر رہیں گے یا بدل جائیں گے؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا: حواس اپنے حال پر رہیں گے۔[52] فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر تو ان شاءاللہ کامیاب ہو جائیں گے۔

اس واقعہ کو علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے **الحاوی للفتاوی** میں لکھا ہے۔اس معنی پر جب میّت کو یقین ہو گا کہ نکیرین کو "**لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ** "پڑھ کر جواب دینا ہے تو وہ اپنے سامنے لکھے ہوئے کفن سے نکیرین کے سوالات کا جواب دے گا۔

(3)اَحادیثِ مبارکہ میں قبر کے باہر میّت کو تلقین (یاد دہانی) کرنے کا حکم ہے کہ اللہ عزوجل کا نام اس کے کان میں پہنچ جائے تو اس امتحان میں کامیاب ہو۔تو وہی اللہ عزوجل کا نام لکھا ہوا دیکھ کر بھی مردے کو جوابِ نکیرین یاد آنے کی اُمید ہے۔یہ بھی ایک قسم کی تلقین ہے،اور حدیث: **لُقِّنُوا مَوْتَاكُمْ**-[53] (کہ اپنے مردوں کلمہ کی تلقین کرو) میں تلقین مطلق (عام) ہے،ہر طرح درست ہے،لکھ کر یا کہہ کر۔

(4)اَحادیثِ پاک سے ثابت ہے کہ قبر پر سبز چھڑی اور گھاس وغیرہ رکھنے سے میّت کو عذابِ قبر سے تخفیف (کمی) ہوتی ہے۔[54] جب قبر کے اوپر سبز گھاس و پھول کی تسبیح سے میّت کو فائدہ پہنچ سکتا ہے تو قبر کے اندر جو تسبیح وغیرہ لکھی ہوئی ہو اس سے فائدہ کیوں نہ پہنچے گا؟ ضرور پہنچے گا۔اور اس کا شاہدِ عدل موجود ہے کہ پیشانی پر بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ لکھی تھی تو نجات نصیب ہوئی اور ہم کفن پر اللہ تعالیٰ اور رسولِ پاک ﷺ کا نامِ اَقدس لکھتے ہیں،یعنی کلمۂ طیبہ یا کلمۂ شہادت یا عہد نامہ دیتے ہیں،اور بزرگوں کے سلسلہ یا شجرہ پر اللہ والوں کا نام ہوتا ہے،اور اللہ والوں کے نام کی برکت سے مصیبت ٹلتی ہے، جلی ہوئی آگ بجھتی ہے، گھبرایا ہوا دل قرار پاتا ہے۔رب تعالیٰ فرماتا ہے: أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ (الرعد: ۲۸) یعنی اللہ کے ذکر سے دل میں چین آتے ہیں۔

شفا شریف وغیرہ میں ذکرُ اللہ (اللہ کا ذکر) سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان مراد لیے گئے ہیں،[55] اور ہمارے دور کے مُعتزلہ (وہابی،خارجی) اپنے نبی پاک ﷺ کی امّت کے اولیاء کے کمالات و کرامات کے منکر (انکار کرنے والے) ہیں، لیکن بنی اسرائیل کے اولیاء کے کمالات کے قائل (ماننے والے) ہیں۔

بنی اسرائیل کے اَولیاء میں اَصحابِ کہف ہیں،ان کی مندرجۂ ذیل کرامات تاحال (اب تک) مذکور ہیں۔چنانچہ **تفسیرِ نیشاپوری، تفسیرِ جمل علی الجلالین** اور **روحُ البیان**، سورۂ کہف، زیرِ آیت **ما يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ** (الکھف:۲۲) اور **تفسیرِ صاوی شریف** میں اسی آیت کے ماتحت ہے کہ اَصحابِ کہف کے نام اتنی جگہ کام آتے ہیں:

---

52) (مسند الإمام أحمد، مسند المكثرين من الصحابة، مسند عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله تعالى عنهما، 2/ 172، الحديث6567، دار إحياء التراث العربي، سنة النشر: 1414هـ / 1993م)

53) (صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب تلقين الموتى لا إله إلا الله، 6/ 631، رقم الحديث 916، دار إحياء التراث العربي بيروت.)

54) (صحيح البخاري ، كتاب الوضوء، باب من الكبائر أن لا يستتر من بوله، 1/ 53، رقم الحديث 216، دار طوق النجاة الطبعة الأولى ، 1422هـ.)

55) (الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول في تعظيم العلي الأعلى لقدر النبي المصطفى صلى الله عليه وسلم قولا وفعلا، الباب الأول في ثناء الله تعالى عليه وإظهاره عظيم قدره لديه، الفصل الأول فيما جاء من ذلك مجيء المدح والثناء وتعداد المحاسن، 1/ 70 ، دار الفيحاء عمان الطبعة الثانية، 1407 هـ.)

۱۔ گم (کھوئی ہوئی) چیز تلاش کرنا۔

۲۔ جنگ کے وقت اور بھاگتے وقت۔

۳۔ آگ بجھانے کے لیے ایک کاغذ پر لکھ کر آگ میں ڈال دو۔

۴۔ بچہ کے رونے کے وقت لکھ کر گہوارے میں بچہ کے سر کے نیچے رکھ دیے جائیں۔

۵۔ کھیتی کے لیے کسی کاغذ پر لکھ کر لکڑی میں لگا کر درمیانِ کھیت میں کھڑی کر دی جائے۔

۶۔ بخار اور دردِ سر (سر کے درد) کے لیے۔

۷۔ حاکم کے پاس جانے کے وقت سیدھی ران پر باندھے۔

۸۔ جب بچہ پیدا ہونے میں دُشواری (سختی) ہو رہی ہو تو عورت کی بائیں ران پر لکھ کر باندھے۔

۹۔ مال کی حفاظت کے لیے۔

۱۰۔ دریا میں سوار ہوتے وقت اور قتل سے بچنے کے لیے۔[56] (از الحرف الحسن و تفسیر خزائن العرفان و جمل)

اصحابِ کہف و فوائد اور سند:

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اصحابِ کہف سات ہیں:

(1) مَکْسَلْمینا، (2) یَمْلِیْخَا، (3) مَرْطُوْنَس، (4) بَیْنُوْنَس، (5) سَارِیْنُوْنَس، (6) ذُوْنوانس، (7) کَشْفِیْطَطْنُوْنَس

رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنہم اَجْمَعِیْن [57]

نوٹ: دیگر فوائدِ اصحابِ کہف فقیر نے اپنی تفسیر میں لکھے ہیں۔

(۱۱) محدثین کبھی اسنادِ صحیح نقل کر کے فرماتے ہیں: لَوْ قُرِئَتْ هَذِهِ الْأَسْنَادُ عَلَى مَجْنُونٍ لَبَرِئَ مِنْ جُنَّتِهِ۔

یعنی اگر یہ اِسناد کسی دیوانہ پر پڑھی جائیں تو اس کو آرام اور شفا حاصل ہو جاتی ہے۔ استناد میں کیا ہے؟ بزرگانِ دین، راویانِ حدیث کے نام ہی تو ہیں۔

امام علی رضا رضی اللہ عنہ کی سند کی برکت ہے

حضرت امام ابنِ حجر رحمہ اللہ عنہ نے صواعقِ محرقہ میں لکھا کہ جب امام علی رضا رضی اللہ تعالی عنہ، نیشاپور میں تشریف لائے، تو چہرہ مبارک کے سامنے ایک پردہ تھا۔ حافظانِ حدیث، جیسے: امام ابوزراعہ راضی، امام محمد بن اسلم طوسی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ بے شمار طالبان علم و حدیث حاضر خدمت ہوئے اور گڑگڑا کر عرض کیا کہ اپنا جمال مبارک ہمیں دکھایئے اور اپنے آباءِ کرام سے ایک حدیث ہمارے سامنے روایت فرمایئے۔ امام نے سواری روکی اور غلاموں کو حکم فرمایا کہ پردہ ہٹالیں۔ خَلْق (مخلوق) کی آنکھیں جمال مبارک کے دیدار سے ٹھنڈی ہوئیں۔ دو گیسو (بال مبارک) شانہ (کاندھے) پر لٹک رہے تھے، پردہ

56) (روح البیان، سورة الکهف، تحت الآیة 22، 5/ 233 ، دار الفکر بیروت.)

57) (روح البیان، سورة الکهف، تحت الآیة 22، 5/ 233 ، دار الفکر بیروت.)

ہٹتے ہی خلق کی یہ حالت ہوئی کہ: کوئی چِلاتا ہے، کوئی روتا ہے، کوئی خاک پر لوٹتا ہے (زمین پر تڑپتا ہے)، کوئی سواریِ مقدس کا سُم (کھر) چومتا ہے، اتنے میں علماء نے آواز دی، خاموش! سب لوگ خاموش رہے۔ دونوں امامِ مذکور نے حضرت سے کوئی روایت کرنے کو عرض کیا، حضرت نے فرمایا:

"حَدَّثَنِي أَبِي مُوسَى الْكَاظِمُ عَنْ أَبِيهِ جَعْفَرِ الصَّادِقِ عَنْ أَبِيهِ مُحَمَّدِ الْبَاقِرِ عَنْ أَبِيهِ زَيْنِ الْعَابِدِينِ عَنْ أَبِيهِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيهِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَ: حَدَّثَنِي حَبِيبِي وَقُرَّةُ عَيْنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: «حَدَّثَنِي جِبْرِيلُ قَالَ: سَمِعْتُ رَبَّ الْعِزَّةِ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ حِصْنِي، فَمَنْ قَالَهَا دَخَلَ حِصْنِي، وَمَنْ دَخَلَ حِصْنِي أَمِنَ مِنْ عَذَابِي»-"

ترجمہ: امام علی رضا رحمہ اللہ اپنے والد امام موسیٰ کاظم سے، وہ اپنے والد امام جعفر صادق سے، وہ اپنے والد امام محمد باقر سے، وہ اپنے والد امام زین العابدین سے، وہ اپنے والد امام حسین سے، وہ اپنے والد حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ میرے حبیب اور آنکھوں کی ٹھنڈک، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں نے ربِّ عزوجل کو فرماتے ہوئے سنا: " لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ " میرا قلعہ ہے، پس جو اسے کہے وہ میرے قلعے میں داخل ہو گیا، اور جو میرے قلعے میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے امن میں آ گیا۔

یہ حدیث روایت فرما کر حضور روانہ ہو گئے اور پردہ ڈال دیا گیا۔ دواتوں (روشنائی رکھنے والے) جو لوگ ارشادِ مبارک لکھ رہے تھے، ان کی تعداد شمار کی گئی تو ہزار (۱۰۰۰) سے زائد تھی۔

امام احمد بن عقیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لَوْ قُرِئَ هَذَا الْإِسْنَادُ عَلَى مَجْنُونٍ لَبَرِئَ مِنْ جُنَّتِهِ-[58]

یعنی یہ مبارک سند اگر مجنون پر پڑھوں تو ضرور اسے جنون سے شفا ہو۔

اس قسم کے اور اسناد بھی ہیں بھی ہیں جو احادیثِ مبارکہ کی شروح (تشریحات) میں مفصّل (تفصیل سے) مُحرَّر (لکھے ہوئے) ہیں، اور اصحابِ بدر کے اسماء (نام) بطورِ ورد (وظیفہ) برائے فوائد (حصولِ مقاصد کے لئے) پڑھے جاتے ہیں۔ غرض یہ کہ جیسے کلماتِ طیبات اور اسماءِ مبارکہ (بابرکت ناموں) کے برکات (برکتیں) دنیا میں فائدہ دیتے ہیں، اور ایسے ہی آخرت میں بھی۔ اسی لیے ان کے استفادہ (فائدہ حاصل کرنے) و استفاضہ (فیض لینے) کا انکار محرومی کی علامت ہے۔

نوٹ: چونکہ کفنی لکھنے پر بھی اس قسم کے اِعتراضات کیے جاتے ہیں، فقیر نے وہی سوالات و جوابات یہاں نقل کر دیے ہیں، تاکہ کسی کو رسالہ "کفنی لکھنا" نہ ملے یا اسے پڑھ نہ سکا ہو، تو معترض (اعتراض کرنے والے) کے اعتراضات کے جوابات میں پریشانی کا شکار نہ ہو۔

فَقَطْ، وَالسَّلَامُ.

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ، وَصَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَى حَبِيبِهِ الْكَرِيمِ الْأَمِينِ وَعَلَى آلِهِ أَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ-

مدینے کا بھکاری

الفقیر، القادری، ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

58)(الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة، الفصل الثالث في الأحاديث الواردة في بعض أهل البيت كفاطمة وولديها رضي الله عنهم ، 2/ 594 ، 595 ، مؤسسة الرسالة لبنان الطبعة الأولى ، 1417هـ 1997م .)

بہاول پور، پاکستان

ربیع الآخر ۱۴۲۴ھ بروز سوموار مبارک، قبل صلاۃ العصر

عہد نامہ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ-اللَّهُمَّ إِنِّي أَعْهَدُ إِلَيْكَ فِي هَذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ-فَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي، فَإِنَّكَ إِنْ تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي تُقَرِّبْنِي إِلَى الشَّرِّ وَتُبَاعِدْنِي مِنَ الْخَيْرِ، وَإِنِّي لَا أَثِقُ إِلَّا بِرَحْمَتِكَ-

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع، جو بڑا مہربان اور نہایت رحم فرمانے والا ہے۔اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، غیب اور ظاہر کے جاننے والے، تو ہی نہایت مہربان، بہت رحم فرمانے والا ہے۔اے اللہ! میں اس دنیا کی زندگی میں تیری طرف عہد کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو اکیلا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔پس تو مجھے میرے نفس کے حوالے نہ کرنا، کیونکہ اگر تو مجھے میرے نفس کے سپرد کر دے تو وہ مجھے برائی کے قریب اور بھلائی سے دور کر دے گا، اور میں تیری رحمت کے سوا کسی پر بھروسا نہیں کرتا۔

درود شریف

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ مَا دَامَتِ الصَّلَاةُ، وَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ مَا دَامَتِ الرَّحْمَةُ، وَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ مَا دَامَتِ الْبَرَكَاتُ وَصَلِّ عَلَى رُوحِ مُحَمَّدٍ فِي الْأَرْوَاحِ، وَصَلِّ عَلَى صُورَةِ مُحَمَّدٍ فِي الصُّوَرِ، وَصَلِّ عَلَى اسْمِ مُحَمَّدٍ فِي الْأَسْمَاءِ، وَصَلِّ عَلَى نَفْسِ مُحَمَّدٍ فِي النُّفُوسِ، وَصَلِّ عَلَى قَلْبِ مُحَمَّدٍ فِي الْقُلُوبِ، وَصَلِّ عَلَى قَبْرِ مُحَمَّدٍ فِي الْقُبُورِ، وَصَلِّ عَلَى رَوْضَةِ مُحَمَّدٍ فِي الرِّيَاضِ، وَصَلِّ عَلَى جَسَدِ مُحَمَّدٍ-

ترجمہ: اے اللہ! محمد ﷺ پر درود نازل فرما جب تک نماز قائم ہے، جب تک رحمت باقی ہے، جب تک برکتیں باقی ہیں۔اور درود نازل فرما: محمد ﷺ کی روح پر تمام روحوں میں، محمد ﷺ کی صورت پر تمام صورتوں میں، محمد ﷺ کے نام پر تمام ناموں میں، محمد ﷺ کی ذات پر تمام جانوں میں، محمد ﷺ کے دل پر تمام دلوں میں، محمد ﷺ کی قبر پر تمام قبروں میں، محمد ﷺ کے روضۂ اقدس پر تمام باغوں میں، اور محمد ﷺ کے جسمِ اطہر پر۔